بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۲۱

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۱۱۵	۲۸ ہجرت ۱۳۴۶ ہش / ۱۷ صفر ۱۳۸۷ ھ / ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء	جلد ۵۶/۲۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ مئی ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ربوہ ۲۷ مئی ۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ ٹانگ کے کھچاؤ میں بھی کمی ہے احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین

خطبہ جمعہ

اقوامِ عالم کو ایک مرکزِ توحید پر جمع کر کے بین الاقوامی وحدت قائم کرنے کا وعدۂ الٰہی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی پورا ہوا

قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے سے ہی بین الاقوامی امن قائم ہو سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ مئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ ۔ محترم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے آیہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:۔

ان تئیس مقاصد میں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں کیا ہے۔ جن کا ایک ٹکڑا اس وقت بھی میں نے تلاوت کیا ہے رات کے متعلق میں اس سے قبل اپنے خطبات میں بیان کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ وہ مقاصد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کس طرح حاصل ہوئے۔

آٹھواں مقصد

جس کا ذکر یہاں ہے مَثَابَۃً کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی یہ آٹھویں غرض ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں ایک ایسا رسول مبعوث ہوگا۔ جو تمام اقوام عالم کو اُمَّۃً وَّاحِدَۃً بنا دے گا اور ایک ایسی شریعت نازل ہوگی جس کے ذریعہ سے تمام منتشر اور پراگندہ اقوام کو ایک مرکز توحید اور مرکز پاکیزگی پر لا جمع کیا جائے گا

یہ مقصد بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہی حاصل ہوا۔ مَثَابَۃً کے لغوی معنی ایک تو یہ ہیں۔ مُجْتَمَعُ النَّاسِ بَعْدَ تَفَرُّقِھِمْ (القاموس المحیط) انتشار اور تفرقہ کے پیدا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ جس جگہ وہ اکٹھے ہوں اسے مَثَابَۃً کہتے ہیں۔

اور ایک دوسرے معنی اس کے یہ ہیں۔ مَکَانًا یُکْتَبُ فِیْہِ الثَّوَابُ وہ جگہ جہاں لوگوں کے لئے ثواب اور بدلہ اور جزا کے احکام جاری ہوتے اور لکھے جاتے ہیں

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم اس بیت اللہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد

ایک ایسا مرکزی نقطہ

بنانے والے ہیں کہ جہاں دنیا کی تمام منتشر اور پراگندہ اقوام پھر سے جمع ہونگی اور ان کے لئے کوئی اور جگہ باقی نہ رہے گی جہاں سے انہیں اپنے رب کے ثواب کے حصول کی امید اور توقع ہو۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اسلامی شریعت کو نازل کیا اور جس طرح ابتداء میں خانہ کعبہ انسانیت کا مرکز تھا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ایک ہی نبی تھا اور ایک ہی قوم تھی اور ایک ہی شریعت تھی۔ ابھی انسان دنیا میں نہیں پھیلا تھا اور قوم قوم میں تقسیم نہیں ہوا تھا تو ابتداء میں

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

خانہ کعبہ ہی انسانیت کا مرکز تھا

روحانی طور پر۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام کی نسل دنیا میں پھیلنی شروع ہوئی اور دور دراز کے علاقوں میں آباد ہو گئی۔ آپس کے تعلقات قائم نہ رہے۔ ان کی روحانی ترقی اور نشو ونما کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ نبی اور رسول بھیجنے شروع کئے۔ اور اس طرح روحانی طور پر وہ ایک قوم نہ رہے بلکہ منتشر ہو گئے اور تفرقہ پڑ گیا۔ اور نسل آدم قوم قوم میں بٹ گئی۔

تو جس طرح ابتداء میں خانہ کعبہ انسانیت کا مرکز تھا۔ آخری اور اکمل دور میں بھی خدا کا یہ گھر وحدت انسانی کا مرکز بننا مقصود تھا اور انبیاء کے سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے بیت اللہ کو منتخب کیا گیا۔ تا وحدتِ انسانی کا نبی اور وحدتِ انسانی کا قبلہ دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میں اس وقت

حضور کے دو اقتباسات

جو اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں اپنے دوستوں کو سناتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ابتداء زمانہ میں انسان تھوڑے تھے اور اس تعداد سے بھی کم تر تھے جو ان کو ایک قوم کہا جائے۔ اس لئے ان کے لئے صرف ایک کتاب کافی تھی۔ پھر بعد اس کے جب دنیا میں انسان پھیل گئے اور ہر ایک حصہ زمین کے باشندوں کا ایک قوم بن گئی۔ اور بباعث دور دراز مسافتوں کے ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے بالکل بے خبر ہو گئی ایسے زمانوں میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے تقاضا فرمایا کہ ہر ایک قوم کے لئے جدا جدا رسول اور الہامی کتابیں دی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر جب نوع انسان نے دنیا کی آبادی میں ترقی کی۔ اور ملاقات کرنے کے لئے راہ کھل گئی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے سامان میسر آ گئے اور اس بات کا علم ہو گیا کہ فلاں فلاں حصہ زمین پر نوع انسان رہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان سب کو پھر ایک قوم کی طرح بنا دیا جائے۔ اور بعد تفرقہ کے پھر ان کو جمع کیا جائے۔ تب خدا تعالیٰ نے تمام ملکوں کے لئے ایک کتاب بھیجی۔ اور اس کتاب میں حکم فرمایا کہ جس جس زمانہ میں یہ کتاب مختلف ممالک میں پہونچے ان کا فرض ہوگا کہ اس کو قبول کر لیں اور اس پر ایمان لاویں اور وہ کتاب قرآن شریف ہے جو تمام ملکوں کا باہمی رشتہ قائم کرنے کے لئے آئی ہے۔ قرآن سے پہلے سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں۔ یعنی صرف ایک قوم کے لئے ہی آتی تھیں۔ . . . . مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا جو ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے ایسا ہی قرآن شریف ایک ایسی امت کے لئے آیا جو آہستہ آہستہ ایک ہی قوم بننا چاہتی تھی۔ سو اب زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آ گئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔ باہمی ملاقات جو اصل جڑ ایک قوم بننے کی ہے ایسی سہل ہو گئی ہے کہ برسوں کی راہ چند دنوں میں طے ہو سکتی ہے۔ اور پیغام رسانی کے لئے وہ سبیلیں پیدا ہو گئی ہیں۔ جو ایک برس میں بھی کسی دور دراز ملک کی خبر نہیں آ سکتی تھی۔ وہ اب ایک ساعت میں آ سکتی ہے۔ زمانہ میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ اور تمدنی

دنیا کی دھار نے ایک ایسی طرف رخ کر لیا ہے۔ جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے۔ اور ہزاروں برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۶۶ تا ۶۹)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے خاتمہ زمانہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں۔ اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی۔ جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔ اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے۔ جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کے لئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں۔۔۔

(۲) دوسرا امر جو اس بات کے سمجھنے کے لئے شرط ہے کہ ایک دین دوسرے تمام دینوں پر اپنی خوبیوں کی رو سے غالب ہے یہ ہے کہ دنیا کی تمام قومیں آزادی سے باہم مباحثات کر سکیں۔ اور ہر ایک قوم اپنے مذہب کی خوبیاں دوسری قوم کے سامنے پیش کر سکے اور نیز تالیفات کے ذریعہ سے اپنے مذہب کی خوبی اور دوسرے مذہب کا نقص بیان کر سکیں اور مذہبی کشتی کے لئے دنیا کی تمام قوموں کو یہ موقع مل سکے کہ وہ ایک ہی میدان میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے پر مذہبی بحث کے حملے کریں۔۔۔۔ اور یہ مذہبی کشتی نہ ایک دو قوم میں بلکہ عالمگیر کشتی ہو۔۔۔۔

(۳) تیسرا امر جو اس بات کو تمام دنیا پر واضح کرنے کے لئے شرط ہے۔ کہ فلاں دین بمقابل دنیا کے تمام دینوں کے خاص طور پر خدا سے تائید یافتہ ہے۔۔۔۔۔۔ وہ یہ ہے کہ بمقابل دنیا کی تمام قوموں کے ایسے طور سے تائید الہٰی کے ایسے نشان اس کے شامل ہوں کہ دوسرے کسی دین کے شامل نہ ہوں۔ . . . . اور دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کوئی مذہب نشان آسمانی میں اس کا مقابلہ نہ کر سکے

باوجود اس بات کے کہ کوئی حصہ آبادی دنیا کا اس دعوتِ مقابلہ سے بے خبر نہ ہو۔"

(چشمۂ معرفت صـ۸۲ تا صـ۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اب

دُنیا میں ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں

کہ تمام دُنیا کے مذاہب کی دین اور روحانیت کے میدان میں کُشتی ممکن ہوگئی ہے۔ تمام اقوام اپنے نمائندوں کو ایک جگہ جمع کرکے دوسرے مذاہب سے مقابلہ کرسکتے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کے میدان میں سب دُنیا کے مذاہب کو پکارا۔ یہ مقابلہ آپؑ کے زمانہ میں شروع ہوگیا۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مختلف دعوت ہائے فیصلہ میں نے بھی دُنیا کے سامنے رکھی تھیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی سفرِ یورپ کی تو میں ارادہ رکھتا ہوں کہ وہاں کے مُلکوں میں جو عیسائی دُنیا سے تعلق رکھتے ہیں ان دعوت ہائے فیصلہ کو دُہراؤں اور امن اور صلح کی فضا میں اسلام کے مقابلہ میں انہیں دعوت دوں کہ اپنی حقانیت کو (اگر وہ اپنے مذاہب کو حق سمجھتے ہیں) ثابت کریں اور مَیں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ اگر وہ میدانِ فیصلہ میں آئے تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کردے گا کہ دُنیا کے سامنے انہیں اپنی شکست کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

تو آٹھواں مقصد ساری دُنیا کی اقوام کو وحدت کے سلسلہ میں منسلک کرنا ہے اور نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کام کے پُورا کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ

اس مقصد کے حصول کا تعلق جماعتِ احمدیہ سے ہے

اور اس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ پر بڑی ہی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کی طرف مجھے اور آپ سب کو توجہ دینی چاہیئے۔

تو آٹھواں مقصد "مَثَابَۃً" میں بیان ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے یہ مقصد سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی اَور کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ کسی اور نبی کو ایسی شریعت نہیں دی گئی جو مختص القوم نہ ہو۔ جس کا تعلق صرف اس کی قوم اور اس کے زمانہ کے ساتھ نہ ہو۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جن کو ایک ایسی شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی جو انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنیوالی اور جس کا تعلق دنیا کی ہر قوم اور قیامت تک کے ہر زمانہ کے ساتھ ہے اور وہ وعدے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دئے گئے وہ اپنے وقت پر پورے ہوتے رہے ہیں۔ یہ وعدہ جو ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے پورا ہونے کا وقت مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے اور اسکے پورا کرنے کی ذمہ داری جماعتِ احمدیہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نواں مقصد

جس کا ان آیات میں ذکر ہے وہ "اَمْنًا" کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ "مَثَابَۃً" میں بین الاقوامی تعلقات کے مضبوط بنیادوں پر مستحکم ہونے کا ذکر تھا اور بین الاقوامی رشتۂ اخوّت کے استحکام کے لئے یہ ضروری ہے کہ بین الاقوامی امن کے قیام اور قوموں کے باہمی تعلقات میں تسکینِ قلب کے سامان پیدا کئے جائیں اور ذرائع مہیّا کئے جائیں۔ وعدہ یہ دیا گیا تھا کہ "مَثَابَۃً" کا وعدہ بھی پورا ہوگا اور اس کے لئے جو ضروری چیز ہے کہ بین الاقوامی امن کا ماحول پیدا کیا جائے وہ وعدہ بھی پُورا ہوگا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو جو شریعت دی جائے گی اس میں بین الاقوامی امن کے قیام کی تعلیم دیکا جائے گی اور وعدہ دیا گیا تھا کہ حقیقی امن دنیا کو صرف اس تعلیم پر عمل کرنے سے مل سکتا ہے جو تعلیم کہ مکّہ سے مبعوث ہونے والا خاتم النبیّین دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ کیونکہ اس آخری شریعت میں تمام فطری قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما کے سامان رکھے جائیں گے اور انسانی عقل ان ہدایات سے تسلّی پائے گی اور اس کا دل اطمینان حاصل کرے گا۔

امنِ عالم کے قیام کے متعلق

جو تعلیم قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ وہ بڑی مفصل ہے اور اس وقت مَیں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" اور "نظامِ نَو" میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ ان کتب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے کہ پانچ بنیادی باتیں امنِ عالم کے قیام کے لئے قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ جب تک اُن اصولوں پر دنیا عمل نہیں کرے گی۔ دنیا کی کوئی بین الاقوامی تنظیم کامیاب نہیں ہوگی۔ پہلے لیگ آف نیشنز ناکام ہوئی۔ پھر اب جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں یو۔این۔او ناکامی کی طرف جا رہی ہے۔ اور اس کی بڑی وجہ یا یوں کہنا چاہیئے کہ ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے دنیا کو جو تعلیم دی تھی یہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور اس کو نہیں اپنایا۔ ان اصولوں کو ٹھکرانے کے نتیجہ میں وہ ناکامیوں کے مُنہ دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ صرف بین الاقوامی معاہدہ (قرآن کریم کے بتلائے ہوئے اصول پر) کی بجائے ایک ہی وقت میں دُنیا

دو قسم کے معاہدے

کرلیتی ہے۔ ایک تو تعلق رکھتے ہیں تمام اقوام کے ساتھ۔ اور ایک وہ معاہدے ہوتے ہیں جو بڑی بڑی قومیں آپس میں کرلیتی ہیں۔ اور چونکہ دوکشتیوں میں ان کا پاؤں ہوتا ہے اس لئے وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ خود یو۔این۔او میں جو معاہدہ ہوا اس کے اندر ہی ایک اَور معاہدہ مدغم کردیا گیا۔ بجائے اس کے کہ یہ خالص بین الاقوامی معاہدہ ہوتا انہوں نے اس کے اندر وِیٹو کو اپنا لیا یعنی بعض قوموں کو یو۔این۔او نے یہ فضیلت عطا کی کہ ان کی رائے کے بغیر بعض معاملات طے نہیں ہوسکیں گے حالانکہ جس طرح وہ قانون جو افراد پہ لاگو ہوتا ہے اس میں امیر اور غریب، طاقت ور اور کمزور میں فرق نہیں کیا جاسکتا نہ کیا جانا چاہیئے۔ اگر قانونی حکومت کو ملک میں رائج کرنا ہو۔ اِسی طرح یہ ضروری ہے کہ بین الاقوامی معاہدات میں کسی قوم کو کسی دوسری قوم پر ترجیح نہ دی جائے۔ اگر ترجیح دی جائے گی تو وہ بین الاقوامی قانون لازماً ناکام ہوجائے گا۔

قرآنِ کریم نے یہ تعلیم دی تھی

کہ کسی قوم کو کسی قوم پر ترجیح نہ دینا۔ انہوں نے سمجھا کہ ہم بڑے طاقت ور ہیں۔ اپنے زور سے جو چاہیں کرسکتے ہیں۔ وِیٹو کے حقوق بعض قوموں کو دیدئے یا بعض قوموں نے اپنے لئے یہ حقوق لے لئے۔ اور بڑی وجہ اس وقت یو۔این۔او کی ناکامی کی یہی ہے کہ انہوں نے معاہدہ کرتے وقت صرف ایک قسم کا معاہدہ نہیں کیا جو صرف بین الاقوامی حیثیت کا ہوتا بلکہ اس کے اندر انفرادی معاہدے بھی شامل کردئے گئے جو صرف بعض اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ دنیا کی سب اقوام سے ان کو تعلق نہیں تھا۔

قرآنِ کریم نے دوسری ہدایت یہ دی تھی (بین الاقوامی امن کے قیام کے متعلق) کہ جس وقت جھگڑا ہو اسی وقت فیصلہ کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ لیکن آج دنیا کا دستور اپنے ذاتی مفاد کے پیشِ نظر یہ بن گیا ہے کہ وہ جھگڑے کو لمبا ہونے دیتے ہیں۔ لمبا کرتے چلے جاتے ہیں تاکہ بعض ذاتی مفاد کو حاصل کر سکیں۔ اس طرح دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پھر بین الاقوامی معاہدہ میں علاقائی تعصّب مضر ہے بلکہ مہلک ہے۔ لیکن بین الاقوامی معاہدہ جو یو۔ این۔ او کی شکل میں دنیا کے سامنے آیا۔ اس کے باوجود ان قوموں نے جو اس کی ممبر بنیں بلکہ بازو بنیں علیحدہ علیحدہ معاہدے کرنے شروع کر دئے۔ اور جن قوموں سے ان کے ذاتی تعلقات تھے۔ ان کے حق میں تعصّب اور جنبہ داری کے طریق کو اختیار کرنا شروع کر دیا۔

پس قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ بین الاقوامی امن صرف اس صورت میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ جب قوم قوم کے درمیان

جنبہ داری کے سلوک کو اختیار نہ کیا جائے

اور کوئی ایک قوم دوسری قوم کی ناجائز حمایت کرنے پر نہ تُلے۔

چوتھی چیز جس کے خلاف ہے قرآن۔ مگر جس کے حق میں ہو گئی ہے یہ ظالم دنیا۔ وہ یہ ہے کہ جب جھگڑا ہو جائے تو باہمی صلح کروانے کی بجائے بعض قوموں کو تعصّب کی بنا پر سزا دینے کی تجویز کرتے ہیں۔ اور جب اور جہاں بھی موقع ملتا ہے قوموں کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ جرمنی کے دو حصے کر دئے گئے۔ کوریا اور ویٹ نام کا بھی یہی حال ہے۔ یو۔ این۔ او کی موجودگی میں اور یو۔ این۔ او کے تمام دعاوی کے ہوتے ہوئے کہ وہ امنِ عالم کو قائم کرنے والی تنظیم ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے

میرے سایہ تلے چلوگے تو امن کو دنیا میں قائم کر سکوگے۔ میرے سایہ سے باہر نکلوگے تو شیطانی دھوپ کی تمازت تمہیں تنگ کرے گی اور چین نہیں لینے دے گی۔

اور پانچویں تعلیم قرآنِ کریم نے یہ دی تھی کہ اگر بین الاقوامی امن کو قائم کرنا ہو تو پھر امن کے لئے ہر قوم کو قربانی دینی پڑے گی۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ بعض قومیں قربانی دیتی ہیں اور بعض انکار کر دیتی ہیں۔ تو صرف قرآنِ کریم کی ہی ایسی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے دنیا میں بین الاقوامی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں نتیجہ اس ساری بحث کا یہ نکالتے ہیں کہ :-

"ان پانچوں نقائص کو دُور کر دیا جائے تو قرآنِ کریم کی بتائی ہوئی لیگ آف نیشنز بنتی ہے۔ اور اصل میں ایسی ہی لیگ کوئی فائدہ بھی دے سکتی ہے، نہ وہ لیگ جو اپنی ہستی کے قیام کے لئے لوگوں کی مہربانی کی نگاہوں کی جستجو میں بیٹھی رہے"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۲۳۲، ۲۳۱)

پھر آپ نے "نظامِ نو" میں فرمایا :-

"لیگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ وہی لیگ کامیاب ہو سکتی ہے۔ جو قرآنِ شریف کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق ہو۔"

جیسا کہ میں نے بتایا ہے

اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ یہ کیا

کہ تمام اقوامِ عالم کو ایک سلسلہ میں پرو دیا جائے گا۔ بین الاقوامی وحدت کو قائم کیا جائے گا۔

پھر یہ فرمایا کہ بین الاقوامی وحدت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی امن کی ضمانت دی جائے۔ اور دعوےٰ کیا کہ قرآنِ کریم کی شریعت بین الاقوامی امن کی ضمانت دیتی ہے۔ اس شریعت کے احکام پر عمل کرو تو تمام دنیا کی اقوام میں اگر جھگڑے پیدا ہو بھی جائیں تو یہ انصاف اور عدل کے اصول پر طے ہو جائیں گے۔ اور امن کو کسی قسم کا دھکا نہیں لگے گا۔ پس قرآنِ کریم نے بڑی تفصیل سے یہ تعلیم دی جس کے نتیجہ میں دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مَثَابَۃً کے مقصد کے حصول کی

ذمّہ داری جماعتِ احمدیہ پر ہے

اس لئے اس کی ذمہ داری بھی جماعتِ احمدیہ پر ہے کہ وہ دنیا میں کثرت کے ساتھ اس تعلیم کی اشاعت کرے جو قرآنِ کریم نے دنیا میں قوموں کے درمیان امن قائم کرنے کے لئے ہمیں دی ہے کیونکہ اگر دنیا اندھیرے میں رہے تو قیامت کے روز کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں تو علم نہیں تھا جن کو علم تھا اور جن کے کندھوں پر تُو نے یہ ذمّہ داری رکھی تھی کہ وہ ہمیں علم دیں۔ انہوں نے ہم تک یہ علم نہیں پہنچایا اس لئے ہمیں بے قصور قرار دے اور جن کا قصور ہے ان پر اپنے غضب کا اظہار کر۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھے۔

دسواں مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا یہ بیان ہوا تھا۔ اِتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ مکّہ کے ذریعہ بیت اللہ کے ذریعہ اور اس میں مبعوث ہونے والے عظیم الشان نبی کے طفیل اقوامِ عالم مقامِ عبودیت کا عرفان حاصل کریں گی۔ اور اس حقیقی عبادت کی بنیاد یہاں ڈالی جائے گی جو تذلّل اور فروتنی اور انکسار کے منبع سے پھوٹتی ہے۔ اور اس طرح قوم قوم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلّ پیدا ہوں گے۔ اور زمین کے خطّہ خطّہ پر اشاعتِ اسلام کے لئے مراکز قائم کئے جائیں گے۔ جہاں عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کا اقرار کیا جائے گا۔ اور اظہار کیا جائے گا۔ اور اس عاجزی اور تذلّل کے نتیجہ میں جو محض خدا کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے اختیار کیا جائے گا۔ وہ اقوام آسمانی برکات حاصل کریں گی اور بخشش کی مستحق ٹھہریں گی۔

تو فرمایا تھا کہ یہاں مکّہ کے ذریعہ اس شریعت کے طفیل جو یہاں نازل ہوگی۔ صلوٰۃ کو اپنے تمام معانی اور تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے والی امّت پیدا ہو جائے گی جو مقامِ عبودیت پر مضبوطی سے قائم ہوگی۔

دراصل

اس کا تعلق بھی پہلے دو مقاصد سے ہے

کیونکہ آٹھواں وعدہ یہ تھا کہ تمام اقوام کو ایک امّتِ مسلمہ بنا دیا جائے گا۔ ایک قوم بنا دیا جائے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا جب تک امنِ عالم کا قیام نہ ہو۔ تو پہلے وعدہ

دیا۔ اور پھر اس وعدہ کو قرآن کریم کی شریعت کے رنگ میں پورا کیا۔ وہ کامل تعلیم امن جو اقوامِ عالم کے درمیان امن کو قائم کرنے کے لئے تھی وہ انسان کو دی گئی اور اب دسویں مقصد میں اللہ تعالیٰ یہ بتا رہا ہے کہ اس تعلیم پر عمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ امتِ محمدیہ یا موعود امت تذلل اور عاجزی کو اختیار کرنے والی نہ ہو۔ اس واسطے کہا: اِتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى اس کے بغیر تم عالمگیر امن کو دنیا میں قائم نہیں کر سکتے تو یہاں وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ایسی امت پیدا کی جائیگی جو مقام عبودیت پر مضبوطی سے قائم ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے کامل متبعین جو اپنے مقام عبودیت کو پہچانتے ہیں۔ اور مضبوطی سے اس پر قائم ہیں۔ وہ ہیں جو

"بشہود کبریائی حضرت باری تعالیٰ ہمیشہ تذلل اور پستی اور انکسار میں رہتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطا واری ہی سمجھتے ہیں اور ان تمام کمالات کو جو ان کو دئے گئے ہیں اس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں۔ جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور

تمام نیکیوں کا چشمہ

اسی کی ذاتِ کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفاتِ الٰہیہ کے کامل شہود سے ان کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہیں اور عظمت الٰہی کا پر جوش دریا ان کے دلوں پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزار ہا طور کی نیستی ان پر وارد ہو جاتی ہے۔ اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہو جاتے ہیں۔ (براہین احمدیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

"نماز کے اجزاء اپنے اندر ادب، خاکساری اور انکساری کا اظہار رکھتے ہیں۔ قیام میں نمازی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے طریقِ ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جُھک جاتا ہے۔ سب سے بڑا انکسار سجدہ میں ہے۔ جو بہت ہی عاجزی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے"۔ (مرآۃ الحقائق جلد سوم مجموعہ فتاویٰ احمدیہ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ص۱۵)

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا۔ کہ ہم اپنے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں ایک ایسی جماعت پیدا کرتے رہیں گے جو انکسار اور تذلل اور فروتنی اور تواضع کے مقام کو مضبوطی سے پکڑے اور اس تذلل اور انکسار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس امن کے قیام کے امکانات پیدا کرے گا۔ جو آمنًا میں بیان ہوئے ہیں اور جس کی تعلیم قرآن کریم نے تفصیل سے ہمیں دی ہے

یاد رکھنا چاہیئے

کہ حقیقی عبادت (۱) محبت و ایثار اور (۲) تذلل و انکسار ہر دو کے خمیر سے پرورش پاتی ہے۔ لیکن کبھی محبت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور کبھی تذلل اور فروتنی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا حسن اور اس کا احسان جلوہ فگن ہوتا ہے۔ تو انسان کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ اور ایک عاشقِ زار کی طرح وہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہتا ہے۔ وہ اس کے گرد گھومتا ہے۔ وہ نیستی کا لبادہ پہن کر اسی میں کھو جاتا ہے اور اس کے اپنے وجود پر کلیتہً ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی اس کے رب کی طرف سے اسے عطا ہوتی ہے۔ مگر دنیا اسے نہیں پہچانتی۔ اور وہ اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں کرتا۔

لیکن جب

خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا جلوہ

اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس کا دل خوف و رجا اور امید و بیم سے لبریز ہو جاتا ہے عظمت الٰہی اور جلال الٰہی کے اس جلوہ کے بعد اسکی اپنی کوئی بزرگی اور عظمت باقی نہیں رہتی۔ وہ فروتنی کا جامہ پہن لیتا ہے۔ انکسار کو اپنا شعار بناتا ہے اور تذلل کی گرد سے غبار آلود اور آغشتہ نظر آتا ہے وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتا ہے اور عاجزی کے ساتھ اور خوف زدہ دل کے ساتھ لرزاں اور ترساں اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور اس کی عظمت اور جلال کا اقرار کرتا ہے اس کے جسم کا ہر ذرہ اور اس کی روح کا ہر پہلو اپنے رب کے خوف سے کانپ رہا ہوتا ہے اور عظمت و جلال کا یہ جلوہ اسے اس حق الیقین پر قائم کر دیتا ہے کہ اس عظمت کے مقابلہ میں سب مخلوق مردہ اور لاشئے محض ہے اور ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی اور نہ وہ بذات خود اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر امید وابستہ کی جا سکتی ہے۔ تو صرف ذو الجلال والاکرام سے۔ تب خوف کے ساتھ ایک امید و رجا بھی اس کے سینہ صافی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی سب امیدوں کو اپنے رب سے ہی وابستہ کر دیتا ہے اور صرف اس پر توکل رکھتا ہے اور حاجت براری کے لئے صرف اسکے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کا دل اس یقین سے پُر ہوتا کہ جو کچھ ملتا ہے صرف اسی در سے ہی ملتا ہے۔ جوتی کا ایک تسمہ ہو۔ یا دُنیا جہان کی عزتیں۔

جس شخص پر عظمت و جلال کا یہ جلوہ ظاہر ہو۔ وہ یہ نہیں کیا کرتا۔ کہ

کشوف و رؤیا کا ایک کشکول بنائے

اور قبولیت دعا کے واقعات سے اُسے سجا کر در در پھرے اور دُنیا والوں سے دنیا کی عزت اور احترام اور توصیف اور تحسین کی بھیک مانگے۔ اور دنیا کی نگاہوں میں اپنے لئے کسی احترام کا متلاشی ہو۔ ایک مردہ سے اسے کیا لینا ہے؟ اور ایک لاشہ نے اسے کیا دینا ہے؟ جس کی عظمت اور جلال کے خوف نے اور جس کی بے پایاں رحمت کی امید نے جس در کا فقیر اسے بنا دیا۔ وہ اسی در پر دھونی رمائے امید و بیم کے درمیان زندگی کے دن پورے کر دیتا ہے، تب اس کا رب اس سے راضی ہوتا ہے اور محبت سے اپنی گود میں اسے بٹھا لیتا ہے اور دُنیا اور آخرت کی جنتیں اسے مل جاتی ہیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ایسی امت کے معرضِ وجود میں آنے کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ اور خدا کی قسم اس نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تفسیر القرآن

الھدیٰ اور دین الحق کا مفہوم

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

(سورۃ الصف)

(ترجمہ) وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

(۱)

مندرجہ بالا آیہ کریمہ قرآن مجید میں تین مختلف جگہ پر آئی ہے۔ اس میں الھدیٰ اور دین الحق دو چیزوں کا الگ الگ ذکر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دینِ حق ہدایت خداوندی نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر الھدیٰ اور دین الحق کے معنوں میں کیا فرق ہے۔

بزرگانِ سلسلہ سے استفادہ کرنے کے بعد جو کچھ خاکسار سمجھا ہے وہ یہ ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں الھدیٰ کے لفظ کی مفصل تشریح کی ہے (دیکھیں الفضل ۴ مئی ۱۹۶۷ء و ۲۳ اپریل ۱۹۶۷ء)۔ حضور نے الھدیٰ کے چار معنے بیان فرمائے ہیں:

اول۔ عقل اور فراست کی راہ نمائی کرنے والی آسمانی ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ کا نیز الہام اور نہ صرف عقل و فراست کی بلکہ ہر جسمانی، روحانی استعداد کی راہنمائی کرنے والی وحی جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ کہ ہم نے شہد کی مکھی کو وحی کی چنانچہ اس الہام کے مطابق علاوہ اور باتوں کے شہد کی مکھیوں کی ملکہ نر انڈے اور مادہ انڈے الگ الگ جگہ رکھتی ہے اور بلحاظ نر اور مادہ، انڈے کو علیحدہ رکھتی ہے

دوسرے۔ الھدیٰ کے معنی اس آسمانی ہدایت کے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ اور پھر قرآن کریم کے نزول کے ساتھ بنی نوع انسان کو بلایا ہو یعنی انسان کی لامتناہی ترقیات

سوئم۔ الھدیٰ کے تیسرے معنی شریعت کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو شریعت کے لفظ سے اوامر و نواہی کی طرف مخصوص اشارہ ہوتا ہے۔

چوتھے۔ الھدیٰ کے معنی حصول جنت یعنی آخری فلاح کا مقام حاصل کر لینے کے ہیں۔

(۲)

جہاں تک دین کے لفظ کا تعلق ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے اوامر و نواہی کا مجموعہ مراد لیا جاتا ہے۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں شریعت کہتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ الھدیٰ کا لفظ وسیع تر معانی پر مشتمل ہے بہ نسبت دین کے لفظ کے۔ لہٰذا الھدیٰ کے اندر دین بھی شامل ہے۔

الھدیٰ کے اصل معنی راہ نمائی کرنے کے ہوتے ہیں چونکہ اوامر و نواہی جو سچائی کے مظہر ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے مراتب عالیہ (خواہ دینی ہوں خواہ دنیوی) کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔ اس لئے دین اور شریعت پر بھی الھدیٰ کا لفظ چسپاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کا وہ الہام جو بشارات و انذارات پر اور تازہ بتازہ نشانوں پر مشتمل ہو۔ وہ الھدیٰ تو ہے مگر دین نہیں بلکہ دین کا شیریں و لذیذ ثمرہ ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

پس اللہ تعالیٰ کے جلال و قدرت اور اس کے علم کا اظہار کرنے والی پیشگوئیاں جو دین کی سچائی کی گواہ اور سچے دین کا ثمرہ ہوتی ہیں۔ الھدیٰ بھی الھدیٰ کا لفظ

بولا جاتا ہے

قرآن کریم اپنے اندر دین حق یعنی شریعت حقہ بھی رکھتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ جس کا لامتناہی ترقیات سے تعلق ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اور هُدًى لِّلنَّاسِ کہا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ الھدیٰ دین کی نسبت وسیع تر معنی پر مشتمل لفظ ہے اور اپنے اندر دین کے مفہوم کو بھی شامل رکھتا ہے اور دین کے علاوہ ان تمام امور اور ترقیات لامتناہیہ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو دینِ حق کا ثمرہ ہیں۔ اسی لئے شریعتِ حقہ کے نزول کے بعد بھی جبکہ شریعتِ حقہ ہمارے پاس موجود ہے ہم نمازوں میں یہ دعا کرتے ہیں کہ:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ یعنی اپنے قرب و رضا کے راستہ پر گامزن کر دے اور لامتناہی ترقیات کے مقامات کی طرف مرفوع کرتا چلا جا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو کر لقاء الٰہی حاصل کریں۔ جنت کی ترقیات لامتناہی ہیں۔ اسی لئے مومن جنت میں جا کر بھی اتمام نور کی دعا کرتے رہیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(سورۃ التحریم رکوع ۲)

یعنی جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں طرف بھی بھاگتا چلا جائے گا اور وہ یہ کہتے رہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل کر دے اور ہماری موجودہ حالت پر پردہ ڈال دے۔ پس اس دنیا کی اگلی زندگی میں بھی مومنوں کے لئے لامتناہی ترقیات مقدر ہیں۔

اسی لئے شریعت حقہ حاصل کر لینے کے بعد بھی مومن ہدایت مانگتا چلا جاتا ہے۔ شریعت پر چلنے کی توفیق بھی ہدایت ہے شریعت حقہ پر حق الیقین والا ایمان بھی ھدیٰ ہے۔ پھر اس کا ثمرہ جنت کا حصول بھی ہدایت ہے۔ اور اس کے بعد کی لامتناہی ترقیات کا حصول بھی ہدایت ہے۔

(۳)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ الھدیٰ اور دین الحق کا قرآن کریم میں الگ الگ ذکر کیوں ہے جبکہ الھدیٰ کے لفظ میں دینِ حق کا مفہوم آجاتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس قسم کا کلام کرنے کو علم معانی کے رو سے اطناب کہتے ہیں اور اطناب کلام میں معنی کی وضاحت کے لئے زائد الفاظ لانا) کی ایک قسم یہ ہے کہ عام چیزوں کے ذکر کے بعد ایک خاص چیز کا ذکر لایا جاتا ہے (جو کہ عام چیزوں کے اندر بھی شامل ہوتی ہے) تاکہ اس خاص چیز کی مخصوص فضیلت کی طرف اشارہ کیا جائے (دیکھیں البلاغۃ الواضحۃ صفحہ ۲۵۱) جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا

یعنی لیلۃ القدر میں عام ملائکہ رحمت بھی اور پھر مخصوص طور پر الروح یعنی کلام لانے والا فرشتہ بھی اترتا ہے۔ جبریل علیہ السلام ملائکہ میں شامل ہیں مگر ملائکہ کے لفظ کے بعد ان کی فضیلت کے اظہار کے لئے الروح کے لفظ میں ان کا ذکر الگ بھی کر دیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی مخصوص شکل جسے ہم اغیار کے سامنے اپنے مذہبوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں وہ چونکہ مذہب اسلام یا شریعت اسلامیہ ہے۔ اس لئے الھدیٰ کے عام ذکر کے بعد شریعتِ اسلامیہ کی مخصوص فضیلت کے اظہار کے لئے اس کا الگ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی آیہ کریمہ میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جب بھی باطل یا ناقص یا محرف و مبدل شریعتوں سے مقابلہ ہوگا تو شریعتِ حقہ اسلامیہ ہی غالب رہے گی۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

حقیقی خوشی

اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے سے انسان کو حقیقی خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ آپ الفضل ایسے خالص مذہبی اخبار کی اشاعت بڑھا کر بھی دین کی خدمت کر سکتے ہیں اور حقیقی خوشی اور راحت کے وارث بن سکتے ہیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

مستشرقین کے اعتراضات

کیا جہنّم کا لفظ غیر عربی ہے؟

(محترم شیخ عبد القادر صاحب لاہور)

جہنّم کے متعلق مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ عجمی لفظ ہے عربی زبان میں اس کا کوئی مادہ نہیں پایا جاتا۔ مستشرقین کی تحقیق یہ ہے کہ یروشلم کے جنوب میں ایک وادی کا نام بن ہنّوم یا ہنّوم تھا عبرانی میں چونکہ جیؔ کے معنے وادی کے ہیں اس لئے اسے جی ہنّوم Ge-Hinnome بھی کہا جاتا ہے۔ اس جگہ بت پرست آگ جلا کر اس میں بچوں کو جلایا کرتے۔ یہ وادی بنی اسرائیل میں نارِ جحیم کی علامت بن گئی۔ یونانی نئے عہد نامہ میں یہی لفظ جہنّہ بن گیا۔ جو کہ دوزخ کے معنوں میں مستعمل ہوا۔ گویا اصل میں یہ لفظ ہنّوم تھا۔ یہ کسی شخص کا نام تھا۔ اس کے بیٹے جس وادی میں آباد ہوئے اسے بن ہنوم کہا جاتا۔ پھر اسے جی بن ہنّوم کہا گیا۔ (یرمیاہ ۱۹/۲) یعنی بنی ہنوم کی وادی۔

اس جگہ چونکہ آگ جلا کرتی۔ گناہ اور بت پرستی کا یہ مرکز تھا اس لئے اصطلاح یہود میں جی ہنوم کے معنے دوزخ کے ہوگئے۔ یہی لفظ نئے عہد نامہ میں جہنّہ بن گیا۔ قرآن نے عبرانی سے جی ہنّوم لے کر اس کا جہنم بنا دیا۔

جان ڈی ڈیوس کی بائیبل ڈکشنری میں زیر لفظ Hinnom لکھا ہے:۔

From the horrors of its fires and from its pollution by Josiah, perhaps also because offal was burnt there, the valley became a type of sin and woe, and the name Ge-hinnom corrupted into Gehenna, passed into use as a designation for the place of eternal punishment.

وادی ہنوم میں چونکہ بچوں کی قربانی کے لئے آگ جلائی جاتی اس لئے یوسیا بادشاہ یہود نے یہاں کوڑا کرکٹ پھنکوا دیا اور اسے جلانے کے لئے یہاں ہمیشہ آگ فروزاں رہتی۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ یہ جگہ گناہ اور بربادی کا نشان بن گئی۔ یہاں تک کہ یہ لفظ بگڑ کر جہنّہ بن گیا جو کہ بعد الموت سزا کی جگہ کے لئے مستعمل ہوا۔

— ۲ —

اہل لغت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اسے فارسی سے معرّب کہا ہے۔ اور بعض اسے عبرانی سے آیا ہوا لفظ سمجھتے ہیں۔ ابن خالویہ نے صحیح نظریہ پیش کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ اس کا مادہ عربی زبان میں موجود ہے۔ اس لئے یہ عربی لفظ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ عربی میں بِئْرٌ جِهِنَّامٌ کہتے ہیں اور مراد ہوتی ہے بَعِيْدَةُ الْقَعْرِ۔ گہری تہ والا کنواں۔ جہنم کو اس لئے یہ نام دیا گیا لِبُعْدِ قَعْرِهَا کہ اس کی تہ گہری ہے عربی میں لفظ جہنم کا مادہ خماسی صورت میں الجِهِنّام ہے جس کے معنے اَلْقَعْرُ الْبَعِيْد کے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ لسان العرب) مزید تحقیق یہ ہے کہ جہنم کا عربی مادہ اَلْجِهِنَّام دو ثلاثی لفظوں کو ملا کر بنایا گیا۔ عربی میں جِواء کے معنے زمین کے اندرونہ یا وادی کے ہیں۔ اور هَنَمَ کے معنے چھپی ہوئی چیز یا نظروں سے اوجھل کے ہیں۔ (عربی میں ھنم کے معنے خفیہ مشورہ ھینم کے معنے چھپانا۔ هِنّام جنوں کا ایک قبیلہ هنمہ اَلْهَيْنَم کے معنے کلامِ مخفی گویا بنیادی معنے مخفی کے ہیں (لسان العرب) جِواهَنم = جہنّم یعنی "زمین کا مخفی اندرونہ" چونکہ زمین کے سینہ میں نارِ جحیم بھڑک رہی ہے۔ اس لئے پاتال یا اسفل السافلین دوزخ کو کہا گیا ہے۔ اسی نسبت سے عربی میں الجِهِنّام (خماسی مادہ) مستعمل ہے۔ جس کے معنے اتھاہ گڑھے کے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ دوسری زبانوں میں بھی دوزخ کو اتھاہ گڑھا یا مخفی جگہ کہا گیا۔ عبرانی میں شئول اور یونانی میں Aiدیس کے معنی مخفی جگہ اور پاتال کے ہیں۔ اس کے بالمقابل عربی میں جہنم، اسفل السافلین درھاویہ کے الفاظ ہیں۔ زبانوں کے اس اتفاق اور یگانگت سے ظاہر ہے کہ یہ تشریح کہ جہنم دراصل جِواهَنم ہے قرین قیاس ہے۔ زمین کے اندرونہ میں چونکہ ایک مخفی آگ بھڑک رہی ہے اس لئے اسے جہنم کہا گیا۔

مستشرقین بھی اس لفظ کو مرکب مانتے ہیں۔ ان کی لغوی تشریح یہ ہے کہ جیا یا جی کے معنے وادی کے ہیں۔ ھنم کسی شخص کا نام ہے۔ معنے نامعلوم۔ لیکن عربی میں دونو ثلاثی مادے بامعنی اور بامقصد ہیں۔ جِوا کے معنے زمین کا پاتال اور ھنم کے معنے مخفی نظروں سے اوجھل۔ کثرت استعمال سے واؤ گر گئی اس طرح جِواھنم، جہنّم بن گیا۔ حرف علت کا گرنا لغت میں ایک عام بات اور امر مسلم ہے۔

علماء مغرب کا یہ کہنا کہ یروشلم کے قریب ایک وادی کا نام ہے۔ جس میں آگ جلا کرتی ہے۔ جِہنّوم تھا۔ مذکورہ لغوی تشریح کی مزید تائید ہے۔ سامی زبان میں چونکہ جوا ہنم کے معنے زمین کے مخفی اندرونہ یا وادی کے ہیں۔ زمین کے پاتال میں آگ بھڑک رہی ہے اس رعایت سے اس وادی کا نام جیہنّوم رکھا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس وادی کے نام سے لفظ جہنم نہیں بنا بلکہ برعکس صورت ہے جواھنم سے جیھنّوم اور جہنم کے لفظ بنے ہیں۔

اس تحقیق کے پیش نظر مستشرقین کا یہ خیال ایک علمی واہمہ ہے کہ وادی جیھنّوم قرآن میں جہنم ہے۔ قرآن حکیم نے یہ لفظ عبرانی سے نہیں لیا بلکہ عبرانی نے ام الالسنہ سے زبان سیکھی اور عربی کی خوشہ چینی کی ہے۔

— ۳ —

لفظ جہنّم کی ایک اور تشریح بھی قابل غور ہے۔ السنہ علمیہ میں یہ لفظ جہنم اور جہنہ دو طرح ملتا ہے۔ عربی اور عبرانی میں جہنم یا جیھنوم۔ سُریانی اور یونانی میں جہنّہ۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سامی زبانوں میں نون کا میم میں بدل جانا ایک عام بات ہے۔ جیسے آل عمران کا آل عمرام۔ عربی میں ھنّ کے معنے رونے اور کراہنے کے ہیں واسان ظاہر ہے کہ یہ مادہ ھ ن ن ہے۔ عبرانی میں ھ ن م کے بھی یہی معنی ہونے چاہئیں پرانے عہد نامہ کی عبرانی انگریزی ڈکشنری میں لکھا ہے کہ اس لفظ کے معنے بہت مشتبہ ہیں۔ ایک عبرانی عالم کی رائے درج ہے کہ عبرانی ھنم دراصل عربی کا ھنّ ہے۔ اس نے ھنم کے بالمقابل عربی لفظ ھنّ دیا ہے۔ دونوں کے معنے رونے کراہنے، واویلا کرنے کے کئے گئے ہیں

(Hebrew and English Lexicon by Francis Brown and others.)

جواھنّ کے معنے ہوں گے "وادیٔ آہ و بکا" اسی سے جہنّہ اور جہنم ہوگیا۔ دوزخ کی اس کیفیت کا اظہار قرآن حکیم میں زفیر اور شہیقا کے الفاظ میں ہوا ہے انجیل میں ہے کہ وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا (متی ۱۳/۵۰) یسعیاہ کے صحیفہ میں "دکھ درد کی جگہ ۱۱/۵۰ کے الفاظ ہیں۔

پیکس بائیبل کونمنٹری میں جہنّہ کے معنے "PLACE OF PAIN" کے ہیں یعنی دکھ درد کی جگہ۔ (ص ۶۶۱ کالم ۲ یسعیاہ ۱۱/۵۰)

— ۴ —

عربی میں ھَنٌ کے معنے بری جگہ کے بھی ہیں۔ مفردات میں ہے کہ ھَنٌ ایسی چیز سے کنایہ ہے جس کا ذکر موزوں نہ ہو۔ فی فلانٍ ھَنَاتٌ "فلاں میں بری عادتیں ہیں۔ عربی کے ھ ن ن اور عبرانی کے ھ ن م کے معنے بہت بری جگہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اندریں صورت جوھنٌ کے معنے اسفل السافلین کے ہوں گے۔ جواھنٌ کا جہنہ اور جہنم بن گیا۔

مذکورہ بالا صورتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جہنم کا لفظ کسی نامعلوم وادی کے نام سے نہیں نکلا۔ بلکہ ایک مستقل لفظ ہے جس کے سارے معنے دوزخ پر چسپاں ہوتے ہیں۔

ملازمت کے خواہشمند نوجوانوں کی فوری توجہ کے لئے

میٹرک یا اینگلو مڈل پاس نوجوان جو ضروری تربیت کے بعد پٹواری کا کام کرنے کے خواہشمند ہوں فوری طور پر خاکسار کو اپنے کوائف سے مطلع کریں۔

(مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

عالم عیسائیت

اصلی انجیل کہاں ہے؟

کیا موجودہ اناجیل خدا کا کلام ہیں؟ اگر یہ خدا کا کلام ہے تو چاروں اناجیل سے ایک ایک آیت ایسی پیش کرو ....

جس میں ان اناجیل کے مؤلفین نے یہ تسلیم کیا ہو کہ انجیل میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے لکھا گیا ہے اور وہ کلام الٰہی ہے اگر خود متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا اس امر کا دعوےٰ نہیں کرتے تو دوسروں کا اناجیل کے متعلق کلام الٰہی کا دعوےٰ کرنا بالکل غلط ہے بلکہ مدعی سست گواہ چست والی بات ہے۔ ہم بطور چیلنج کے یہ تحریر کرتے ہیں کہ اناجیل اربعہ کے ان مؤلفین نے ہرگز ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ انہوں نے جو کچھ اناجیل میں لکھا ہے وہ خدا کا کلام ہے۔ چنانچہ لوقا نے اپنی انجیل کی ابتداء میں یہ لکھا ہے کہ وہ جو کچھ انجیل لوقا میں تحریر کر رہے ہیں وہ اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر لکھ رہے ہیں نہ کہ وحی اور الہام کی بناء پر چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں تاکہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے ان کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے۔" لوقا $\frac{1}{1 تا 4}$

اس سے مترشح ہے کہ لوقا نے اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق کوائف تحریر کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اناجیل اربعہ میں ایسی آیات موجود ہیں جن کے متعلق ریسرچ سکالرز نے یقینی طور پر تحریر کیا ہے کہ یہ اناجیل نویسوں نے نہیں بلکہ متاخرین نے تحریر کی ہیں چنانچہ انجیل مرقس کی آخری بارہ آیات کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ایڈیشن ۱۱ جلد ۳ صفحہ ۲۳ میں تحریر ہے۔

"ترجمہ" یہ آیات اصل انجیل کے ساتھ بعد میں اغلباً دوسری صدی کے اوائل میں ملادی گئیں تا کہ انجیل کے خاتمہ کی جگہ لیں جو گم ہو چکا تھا یا اسے ناقص خیال کیا گیا تھا۔"

الغرض مندرجہ بالا بیان کی بناء پر ہم عیسائیوں سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اصلی انجیل کہاں ہے؟ (شیخ نذیر احمد مبشر)

احمدیت پر اعتراضات کے جوابات

حسب موقع الزامی جواب بھی ضروری ہوتا ہے

اس زمانہ میں جبکہ عیسائیوں کا زور تھا اور ان کو اپنی حکومت کا ناز تھا تحریر و تقریر میں عیسائی پادریوں نے اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام پر ایسا گند اچھالا کہ الامان والحفیظ بطور نمونہ ایک کتاب "امہات المومنین" از پادری ڈاکٹر احمد شاہ کا مطالعہ ہی کافی ہے۔ تب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الزامی جواب بھی دینا شروع فرمائے تاکہ دشمنان اسلام کو محسوس ہو سکے کہ دشنام دہی سے کیسے تکلیف ہوتی ہے اور اس طرح وہ بدزبانی سے باز آسکیں۔ چنانچہ اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ مثال کے طور پر آپ نے عیسائیوں کے مفروضہ یسوع، مسیح ناصری کی تصویر ازروئے بائبل دکھا کر قرآن کی تصویر بھی پیش کی۔ اس سے قرآن کریم کی عظمت اور دیگر کتب پر برتری ثابت ہوتی تھی اور ساتھ ہی جب عیسائیوں کو اپنے یسوع کی کمزوریوں کا بھی بروئے بائیبل نقشہ دیکھنا پڑا تو آخر کار ان کو اپنا بدزبانی کا طریق ترک کرنا پڑا۔ اگا۔ افسوس کہ بعض نادان مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الزامی جوابات کو نا سمجھی سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین سے تعبیر کرنے لگ گئے حالانکہ پہلے بزرگان امت محمدیہ نے بھی یہ الزامی جواب کا حسب موقع ضرورت طریق اختیار کیا ہے مثلاً (۱) تفسیر "ترجمان القرآن بلطائف البیان" مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے:۔

"ایک بار ایلچی روم پاس بادشاہ انگلستان کے گیا تھا۔ اس مجلس میں ایک عیسائی نے اس کو مسلمان دیکھ کر یہ طعن کیا کہ تم کو خبر ہے کہ تمہارے پیغمبر کی بی بی کو لوگوں نے کیا کہا تھا؟ اس نے جواب دیا ہاں مجھ کو یہ خبر ہے کہ اس طرح کی دو بیبیاں تھیں جن پر تہمت زنا کی لگائی۔ مگر اتنا فرق ہوا کہ ایک بی بی پر فقط اتہام ہوا۔ دوسری بی بی ایک بچہ بھی جن لائیں۔ وہ نصرانی مبہوت ہو کر رہ گیا ۔۔۔ یہ جواب بطور معارضے کے دیا گیا تھا واسطے الزام خصم کے۔ نہ مطابق نفس الامر کے۔ کیونکہ حقیقت میں تو عائشہؓ اور مریمؑ دونوں اس عیب سے پاک تھیں۔" (ترجمان القرآن جلد ۲۔ صفحہ ۲۳)

۲۔ حال ہی میں "جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کی شاخ ضلع گوجرانوالہ" نے مولوی ابوالمحمود هدایت اللہ سوہدروی صاحب کی ایک کتاب "اسلام اور عیسائیت" کے نام سے شائع کی ہے جس میں بائیبل کی رو سے بطور الزامی جواب یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"حضرت مسیح علیہ السلام کی تین نانیاں دادیاں کسبی۔ زانی اور بدکار تھیں اور چار نانے دادے بھی بد تھے۔" (اسلام اور عیسائیت صفحہ ۲۳)

گو یہ بھی اقرار کیا ہے کہ:۔

"خدا شاہد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جب بقول تمہارے بھی کچھ لکھنا پڑتا ہے تو بھی دل پر بار گراں گزرتا ہے کیونکہ مسلمان دیگر انبیاء کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی معصوم اور برگزیدہ نبی تسلیم کرتے ہیں۔" (اسلام اور عیسائیت صفحہ ۲۴)

حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جہاں حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق الزامی رنگ میں جو کچھ لکھا ہے وہاں یہ بھی فرمایا:۔

"هٰذَا مَا كَتَبْنَا مِنَ الْأَنَاجِيلِ عَلَى سَبِيلِ الْإِلْزَامِ۔ وَإِنَّا نُكْرِمُ الْمَسِيحَ وَنَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ تَقِيًّا وَمِنَ الْأَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ"

یعنی یہ صرف ہم نے اناجیل سے بطور الزام لکھا ہے۔ ورنہ ہم مسیح کو بزرگ و مکرم جانتے ہیں اور اس کو پرہیزگار اور انبیاء کرام سے گردانتے ہیں۔" فلا اعتراض

(سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ)

تاریخ اسلام کا ایک ورق

صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ پر لگی انہوں نے جرأت کرکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا ہے تو اس کا بدلہ لوں گا صحابہ کرامؓ ان کی اس بات پر دل ہی دل میں بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ایسے گستاخانہ کلمات کو ادا کرنے والی زبان کاٹ لیں گو ادب کی وجہ سے بولتے نہ تھے ان کے یہ جذبات بھی اسی عشق کا نتیجہ تھے جو ان کو اپنے ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ لیکن اپنی محبت کے باعث وہ اس محبت کا اندازہ نہ کر سکتے تھے جس کا چشمہ حضرت سوادؓ کے دل میں اُبل رہا تھا اور جس سے مجبور ہو کر ان کے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ نکلے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارہ کر سکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں یہ خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا سینہ ننگا تھا جس وقت آپ کا تیر مجھے لگا یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیا کے عشق و محبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سوادؓ آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا اور اس طرح اپنی بے قرار روح کے لئے تسکین حاصل کی یہ دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا سوادؓ یہ تمہیں کیا سوجھی حضرت سوادؓ نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ زبردست دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جنگ کا میدان ہے اور کوئی دم میں معرکہ کارزار گرم ہونے والا ہے خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ معلوم نہیں۔ پھر اس مقدس وجود کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے یا نہیں میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس و مطہر جسم کو چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں اسلئے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپکے جسم مبارک کو چھو لوں اور اسکے لئے میرے دل نے یہی طریق تجویز کیا۔

اس چھوٹے سے واقعہ سے صحابہ کرام کے عشق و محبت کا جو اظہار اپنے آقا سے ہوتا ہے وہ ہر ایک مسلمان کے لئے مشعل راہ ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو یہ دعوت دیتا ہے کہ ہم بھی اپنے دل میں اپنے آقا سے محبت کا یہی جذبہ موجزن رکھیں۔ (م۔ ن)

شذرات

تباہی و بربادی کے مہیب بادل

دنیا پر اس وقت تباہی اور بربادی کے جو مہیب بادل منڈلا رہے ہیں اور بڑی طاقتیں جس تیزی کے ساتھ ہلاکت کے سامانوں کی تیاری اور پھر ان کے استعمال پر تُلی ہوئی نظر آ رہی ہیں ان کا کسی قدر اندازہ اِس خبر سے لگایا جاسکتا ہے کہ :-

"واشنگٹن ۲۷ را پریل - امریکہ آجکل ویٹ نام میں جتنے بم روزانہ استعمال کر رہا ہے وہ تعداد دوسری جنگِ عظیم کے عروج کے زمانہ میں تمام یورپ پر استعمال ہوتی تھی سرکاری اعلان کے مطابق ماہ مارچ کے مہینے میں امریکہ نے ویٹ نام میں ستّر ہزار ٹن بم گرائے جبکہ دوسری جنگِ عظیم کا ایک ماہ کا ریکارڈ اسّی ہزار ٹن کا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ بموں کی یہ تعداد کوریا کی جنگ میں استعمال ہونے والے امریکی بموں کی تعداد سے چار گنا زیادہ ہے امریکی فوجی ایک چھاپہ مار کو ہلاک کرنے کے لئے رائفل اور مشین گن کی پچاس ہزار گولیاں استعمال کرتا ہے ان گولیوں کی قیمت ساڑھے تین ہزار ڈالر ہوتی ہے ۔" (نوائے وقت ۲۸ - اپریل ۱۹۶۷ء)

یہ ایک ایسی جنگ کے اعداد و شمار ہیں جو سرِدست صرف ویٹ نام کے چھوٹے سے ملک تک محدود ہے ۔ اگر مستقبلِ قریب میں یہ جنگ پھیل گئی اور اگر مشرقِ وسطیٰ میں بھی عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی نے جنگ کی صورت اختیار کر لی تو اس صورت میں بنی نوع انسان کی جو ہمہ گیر ہلاکت اور بربادی ہوگی اس کے تصوّر سے بھی دل کانپ اُٹھتا ہے ۔

انہی مہیب خطرات کے پیشِ نظر پچھلے دنوں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے درد اور سوز و گداز کے ساتھ یہ دعائیں کریں کہ وہ بنی نوع انسان کو ہلاکت اور بربادی کے ان مہیب خطرات سے محض اپنے فضل سے محفوظ رکھے ۔ حضور کے بیان فرمودہ یہ الفاظ ہر لمحہ ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہئیں کہ :-

"دَورِ حاضر کا انسان بڑا مغرور ہوگیا ہے اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو عطا کی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ اسے وہ اپنی بھلائی کے لئے اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرنے کی بجائے اس پر اترانے لگا اور مغرور ہوگیا ہے اس حد تک کہ اسے یہ بھی پسند نہیں کہ اس کے لئے اس کا خدا فیصلہ کرے وہ چاہتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ہی اپنے فیصلے کرے اگر وہ اپنے رب کے فیصلہ پر راضی ہو جاتا تو آج اس تباہی کی طرف درجہ بدرجہ اس کی حرکت نہ ہوتی جس تباہی کی طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ جا رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ عطاءِ الٰہی کو اپنی ہلاکت کے لئے استعمال کرنے پر تُلا ہُوا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ مَیں کیا کروں اور کس طرح فیصلہ کروں کہ عالمگیر تباہی سے خود بھی بچوں اور بنی نوع انسان کو بھی بچالوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل آسمان سے نازل نہ ہو تو اس وقت انسانیت ایسی قسم کے خطرات سے گھری ہوئی ہے کہ اس قسم کے خطرات میں آج سے پہلے وہ کبھی نہ گھری تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ مَیں اپنے بھائیوں اور جماعت کو جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور خیر کے لئے قائم کیا ہے اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اقوام کو ہدایت عطا کرے کہ جن کے غلط فیصلے آج تمام بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو ہلاکت اور تباہی سے محفوظ رکھے ۔ آمین"

(الفضل ۳ رمارچ ۱۹۶۷ء)

کیا اخلاقیات کی بہترین تعلیم حضرت عیسیٰؑ نے پیش کی ؟

مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی اپنے ایک مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اس مقدس ہستی کو بچا کر آسمان پر اٹھالیا ۔" (امروز ۲۶ - اپریل ۱۹۶۷ء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ کا قدرتی اور طبعی ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ ذہن میں ان کے مقام کی غیر معمولی عزت و تکریم پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ انسان حفظ مراتب کو بھی فراموش کر بیٹھتا ہے ۔ یہی کچھ مولانا بدایونی صاحب سے ہوا ہے چنانچہ اسی مضمون میں ان کی قلم سے یہ فقرہ بھی نکل گیا ہے کہ

"سیدنا عیسیٰؑ جیسے مقدس و محترم نبی جنہوں نے اخلاقیات کے لئے بہترین تعلیمات پیش فرمائیں ۔"

کیا مولانا بدایونی صاحب واقعی اخلاقیات کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کو ہی بہترین سمجھتے ہیں ؟ ہمیں یقین ہے کہ یہ فقرہ ان کی قلم سے نادانستہ طور پر نکل گیا ہے ۔ کیونکہ کوئی کلمہ گو جو اسلام کی تعلیمات کو ہر لحاظ سے بہترین سمجھتا ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ یقین کرتا ہو ۔ بقائمی ہوش و حواس یہ کہنے کی جُرأت نہیں کر سکتا کہ اخلاقیات کے لئے بہترین تعلیمات حضرت عیسیٰؑ نے پیش کی تھیں لیکن عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ رکھنے کا قدرتی نتیجہ یہی ہے کہ حضرت مسیحؑ کو دیگر انبیاء پر غیر معمولی فضیلت دی جائے اور اس کے نتیجہ میں ان کی تعلیمات کو بھی بہترین قرار دیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا بدایونی کے قلم سے یہ فقرہ نکل گیا ورنہ حقیقت یہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی ۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۸۵)

ایک خلافِ حقیقت دعویٰ

مودودی صاحب نے حال ہی میں ایک تقریر کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ :-

"کوئی شخص اس امر کی نشان دہی نہیں کر سکتا کہ مَیں نے کسی بے جا طریقے سے کسی غیر آئینی ذریعے اور کسی ٹیڑھے میڑھے راستے سے کام کیا ہو ۔ مَیں نے ہمیشہ صاف اور سیدھا راستہ اختیار کیا ۔"

(ایشیا ۲۳ - اپریل ۱۹۶۷ء)

اگر گزشتہ واقعات کی روشنی میں ہم جائزہ لیں تو یہ دعویٰ سراسر غلط اور خلافِ حقیقت ثابت ہوتا ہے ۔ مثلاً ۱۹۵۳ء کے فسادات میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے جو کردار ادا کیا کیا اسے آئینی راستہ یا صاف اور سیدھا راستہ قرار دیا جا سکتا ہے ؟ اس بارے میں فسادات کی تحقیقاتی عدالت کے نزدیک جماعتِ اسلامی اور اس کے امیر کا مؤقف یہ تھا کہ :-

"اگر حکومت کسی عوامی مطالبہ کو منظور نہ کرے یا اس پر غور کرنے کو تیار نہ ہو تو تمام آئینی ذرائع کو بالائے طاق رکھ کر حکومت کو سول بغاوت کا الٹی میٹم دے دینا چاہیئے ۔"

تحقیقاتی عدالت نے جماعتِ اسلامی کے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ :-

"حکومت کے سینہ پر پستول رکھ کر اسے کسی مطالبہ کو پورا کرنے یا کوئی خاص طرزِ عمل اختیار کرنے پر مجبور کرنا نہ صرف غیر آئینی بلکہ صاف طور پر وطن دشمنی کا فعل ہے ۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۶۲)

(خ ۔ ر)

"ہر ایک عطاءِ الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ۔ ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں یورپ ہے ۔ تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے ۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ مَیں کیا شَے ہوں ۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے ۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں ۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں بھی زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے ۔" (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ششم صفحہ ۳۷)

چندہ جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء کے موقعہ پر فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چندہ جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے
جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس
سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔
اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی
کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں
(اشتہار، ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حکم سے یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ پس اگر چندہ جلسہ سالانہ کو الگ رکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس زور دینے کی وجہ سے کہ ہمارا جلسہ سالانہ دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح نہیں۔ مومنوں کا اس چندہ میں حصہ لینا ان کے ایمانوں کو ہمیشہ تازہ کرنے کا موجب بنتا رہے گا"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سال عہدہ داروں کو ابھی سے پوری پوری کوشش شروع کر دینی چاہیئے کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ اس کارِ خیر میں پورا حصہ نہ لے کر اپنا ایمان تازہ کرنے کی سعادت سے محروم رہ جائے۔ والسلام

(ناظر بیت المال (آمد) ربوہ ضلع جھنگ)

چندہ جات کی بروقت وصولی کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد گرامی

پس یہ جو ہمارے چندے ہیں بعض کو ہر ماہ اور بعض کو ہر چھ ماہ بعد ادا کرنے ضروری ہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قربانیوں کے نتیجہ میں جو برکتیں اور رحمتیں ہمارے لئے مقدر ہیں وہ انہیں نہیں ملیں گی اور ان میں روحانی کمزوری پیدا ہو جائے گی۔

پس عہدیداران کو چاہیئے۔ چندے اپنے وقت پر وصول کریں تا سال کے آخر میں نہ انہیں کوفت ہو نہ ہمیں پریشانی لاحق ہو"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء

(ناظر بیت المال (آمد)

ٹائپسٹوں کی ضرورت

اکاؤنٹنٹ جنرل مغربی پاکستان لاہور کے دفتر میں ٹائپسٹ انتخاب کے لئے دفتر مذکور میں ٹسٹ اور انٹرویو ہو گا۔ درخواست معرفت ایمپلائمنٹ ایکسچینج یا ملازم کی صورت میں معرفت افسران متعلقہ۔

عمر ۱۸ تا ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔ اصل تعلیمی سرٹیفکیٹس اور فوٹو کاپیاں ہمراہ لائیں (پ۔ٹ ۲۱۔۵۔۶۷) (ناظر تعلیم)

ننکانہ صاحب میں ایک تقریب

مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کی ننکانہ صاحب میں آمد پر جماعت احمدیہ ننکانہ نے دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا جس میں معززین شہر کو مدعو کیا گیا۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف نے سپین کے ایمان افروز تبلیغی واقعات بیان کئے اور احباب جماعت کو خلافت احمدیہ سے پختہ وابستگی کی تلقین فرمائی۔

رشید احمد قمر صدر انجمن موصیان و قائد مجلس خدام الاحمدیہ
ننکانہ صاحب۔ ضلع شیخوپورہ

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے متعلق

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس سے فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں اس میں تاجر مل کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائیداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائیداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے احباب صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائیداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے۔ سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے"

امید ہے کہ احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ بھجوا دیں گے۔

افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

ٹائم ٹیبل یونائیٹڈ بس سروس سرگودہا

	روانگی از سرگودہا برائے لاہور	روانگی از لاہور برائے سرگودہا	روانگی از سرگودہا برائے گوجرانوالہ
۱	۳۰ — ۳ صبح	۲۰ — ۳	۴۵ — ۴ صبح
۲	۳۰ — ۴ ″	۲۰ — ۴	۴۵ — ۹ صبح
۳	۳۰ — ۵ ″	۲۰ — ۵	
۴	۳۰ — ۶ ″	۲۰ — ۶	
۵	۱۵ — ۷ ″	۱۵ — ۷	روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودہا
۶	۰۰ — ۸ ″	۳۵ — ۸	۳۰ — ۹ صبح
۷	۴۵ — ۸ ″	۰۰ — ۹	
۸	۳۰ — ۹ ″	۱۵ — ۱۰	۳۰ — ۲ دوپہر
۹	۳۰ — ۱۰ ″	۴۵ — ۱۱	
۱۰	۳۰ — ۱۱ ″	۰۵ — ۱۲ دوپہر	
۱۱	۱۵ — ۱۲ دوپہر	۴۵ — ۱۲	
۱۲	۰۰ — ۱۳ ″	۱۵ — ۲	
۱۳	۳۰ — ۱۴ ″	۱۵ — ۳	
۱۴	۱۵ — ۱۵ ″	۵۲ — ۴	
۱۵	۱۵ — ۱۶ ″	۰۰ — ۶	سعید الرحمٰن پراچہ

قابل اعتماد سروس
سرگودھا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی
کی آرام دہ بسوں
میں سفر کریں (مینیجر)

احباب ہمیشہ قابل اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی آرام دہ بسوں میں
سفر کریں۔ (مینیجر)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کنندگان۔ سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۱۸۷۱۳

میں مبارکہ بیگم زوجہ رشید احمد بٹ قوم بٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نبی سرروڈ ڈاک خانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ اس جائداد کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں:۔

(۱) حق مہر مبلغ پانچ سو روپے ہے۔ جو بذمہ خاوند ہے۔

(۲) میرا زیور حسب ذیل ہے:۔

(i) طلائی کانٹے وزنی ایک تولہ۔/۱۲۵ روپے

(ii) طلائی انگوٹھی وزنی ایک تولہ۔/۱۲۵ روپے

(iii) طلائی ٹکہ وزنی دو تولہ۔/۲۵۰ روپے

میزان ۔/۵۰۰ روپے

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جاوے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(شرط اول ایک روپیہ)

الراقم سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا

العبد۔ مبارکہ بیگم اہلیہ رشید احمد بٹ

گواہ شد رشید احمد بٹ خاوند موصیہ نبی سرروڈ ضلع تھرپارکر

گواہ شد غلام رسول صدر جماعت احمدیہ نبی سرروڈ۔

مسل نمبر ۱۸۷۱۴

میں رفیق احمد ولد غلام رسول قوم بھٹی پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نبی سرروڈ ڈاک خانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد ۔۔ صد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(شرط اول ۔/۱ روپیہ)

الراقم: سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا

نبی سرروڈ۔ ضلع تھرپارکر

والعبد۔ رفیق احمد بھٹی ولد غلام رسول بھٹی سکنہ نبی سرروڈ ضلع تھرپارکر۔

گواہ شد ایم غلام رسول موصی صدر جماعت احمدیہ نبی سرروڈ ضلع تھرپارکر

گواہ شد: محمد اکبر افضل شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ضلع تھرپارکر۔

مسل نمبر ۱۸۷۱۵

میں بشیر احمد ولد غلام رسول صاحب قوم بھٹی پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی ساکن نبی سرروڈ ڈاک خانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت یکصد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

الراقم: سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا نبی سرروڈ۔ ضلع تھرپارکر

العبد:۔ بشیر احمد بھٹی ولد غلام رسول بھٹی نبی سرروڈ۔ ضلع تھرپارکر۔

گواہ شد:۔ ایم غلام رسول والد موصی صدر جماعت احمدیہ نبی سرروڈ ضلع تھرپارکر سندھ

گواہ شد:۔ محمد اکبر افضل شاہد۔ مربی سلسلہ احمدیہ۔ ضلع تھرپارکر

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مفید اور بابرکت نسخہ جات

ہمارے ہاں پورے اجزا اور صحیح اوزان سے تیار کئے جاتے ہیں

احباب اپنی طبّی ضروریات کے لئے

ہمیں خدمت کا موقع دیں!

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن۔ ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸

ربوہ کے چار مشہور تحفے

۱۔ نور کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور صفائی کے لئے

قیمت دس آنہ۔ سوا روپیہ

۲۔ سرمہ خورشید

آنکھوں کیلئے نہایت مفید اور عجیب نگار سرمہ

قیمت ۷۵ پیسے

۳۔ نور منجن

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کے لئے بہترین منجن۔ قیمت ایک روپیہ

۴۔ اکسیر معدہ

بدہضمی، اپھارہ، پیٹ درد نفخ وغیرہ کے لئے مفید اور لذیذ پھکی۔

قیمت دس آنہ۔ سوا روپیہ۔ اڑھائی روپیہ

ملنے کا پتہ: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

کالی دوا

فولاد اور جڑی بوٹیوں کا سفوف!

جگر۔ پتہ اور تلی کی تمام امراض یرقان ضعف جگر بھس کمی خون ہاتھ پاؤں چہرہ پر سوجن اور چہرہ کی زردی وغیرہ کا خدا تعالیٰ کے فضل سے سو فی صدی کامیاب اور مکمل علاج ہے۔ قیمت فی شیشی تولہ تین روپے

دواخانہ رحمت ربوہ

اکسیر نزلہ پرانے نزلہ کیلئے مفید و مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس ایک ماہ ۶۰ گولی بیس روپے ۲۰ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۲۰ مئی تا ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء

(۱) ۔ اس ہفتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی رہی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

(۲) مورخہ ۲۶ مئی کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے ۲۳ عظیم الشان مقاصد کے سلسلہ میں ہی خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۲۶ اور ۱۲۷ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کی تفسیر بیان کر کے (۱) اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ (۲) لِلطَّآئِفِيْنَ (۳) وَالْعٰكِفِيْنَ (۴) وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور (۵) بَلَدًا اٰمِنًا کی رو سے تعمیر کعبہ کی از سر نو تعمیر کے گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں مقصد کو واضح فرمایا۔ اور بتایا کہ یہ مقاصد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ کس عظیم الشان طریق پر پورے ہوئے۔

(۳) مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۶۷ء ۹ بجے صبح تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب سادہ اور پروقار طریق پر عمل میں آئی۔ اس تقریب میں محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بنا پر بی ایس سی اور بی اے کے فارغ التحصیل طلباء کو اسناد عطا فرمائیں نیز حکومت مغربی پاکستان کے مشیر تعلیم محترم جناب پروفیسر نامدار خان نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے اس تقریب میں شرکت فرما کر امتحانات میں خصوصی امتیاز حاصل کرنے والے اور کھیل کے میدانوں میں جوہر دکھا کر کالج کا نام روشن کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات تقسیم فرمانے کے بعد آپ نے کالج کے اساتذہ اور طلباء سے خطاب فرما کر علمی ترقی کے میدان میں تعلیم الاسلام کالج کے کارہائے نمایاں کو سراہا اور اسے شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ آپ نے فرمایا آپ کی یہ عظیم درسگاہ منفرد اور دوسروں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ رنگ و نسل اور مذہب کی تفریق سے بالا ہو کر حسن خلوص کے ساتھ علم کی ترویج میں کوشاں ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ اس کے لئے میں آپ کو انتظامیہ کو اور حضرت امام جماعت احمدیہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

۴ علمی تقاریر کا آئندہ اجلاس مرکز سلسلہ میں مورخہ ۱۷ جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں ہونا قرار پایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اجلاس کی صدارت فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔ قبل ازیں اس جلسہ کے انعقاد کے لئے دس جون کا جو اعلان کیا گیا تھا۔ وہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اب حضور نے اس اجلاس کے لئے ۱۷ جون کی تاریخ مقرر فرمائی۔

اس اجلاس کے لئے مقررہ مضامین حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں۔

(۲) پیشگوئی کوریا کی نازک حالت اور ایک مشرقی طاقت کا ظہور

(۳) روس میں تبلیغ اسلام کے حالات۔

درخواست دعا

خاکسار امسال ایم اے اکنامکس (فائنل) کا امتحان دے رہا ہے۔ امتحان ۲۸ جون کو شروع ہو گا۔ احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(منیر احمد ملک ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

حضرت خدابخش صاحب المعروف مومن جی وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ ۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت خدابخش صاحب المعروف مومن جی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک ایک بجے دوپہر تقریباً ۸۶ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۷ مئی کو نماز فجر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر آپ کی نعش کو حضور ایدہ اللہ کی منظوری سے قطعہ خاص صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری فضل احمد صاحب ناظم تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے دعا کرائی۔

حضرت مومن جی مرحوم رضی اللہ عنہ پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ بعد ازاں ۱۹۰۳ء میں آپ نے پٹیالہ سے قادیان حاضر ہو کر دستی بیعت کا بھی شرف حاصل کیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ پٹیالہ سے ہجرت کر کے قادیان آئے اور تقسیم برصغیر تک قادیان میں ہی رہائش پذیر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے آپ ربوہ میں مقیم تھے۔ طبیعت میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آخر تک نماز تہجد خاص تعہد کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ اس سال بھی باوجود پیرانہ سالی کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کے پورے روزے رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور رمضان بھر باقاعدگی سے مسجد مبارک میں جا کر نماز تہجد ادا کرتے رہے آپ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریباً ہم عمر تھے ان سے قرابت داری کے علاوہ دوستانہ محبت و انس بھی بہت تھا۔ ایک ہی زمانہ میں بیعت کی۔ اور قریباً ایک ماہ کے وقفہ سے ہی دونوں نے وفات پائی۔

حضرت مومن جی نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ صاحبہ محترمہ کے علاوہ چار بیٹے مکرم عبد الشکور صاحب اسلم ایم ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ مکرم عبد الوہاب صاحب ایکسائز آفیسر چنیوٹ مکرم عبد السمیع صاحب اور مکرم شہاب الدین صاحب دو بیٹیاں۔ نیز چار نواسے چار نواسیاں اور ایک پوتی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مومن جی مرحوم رضی اللہ عنہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین!

پاکستان ویسٹرن ریلوے

والٹن ٹریننگ سکول لاہور کینٹ میں ٹکٹ کلکٹر گریڈ دوم کے طور پر ایک ماہ کی ٹریننگ کی غرض سے داخلہ کے لئے مغربی پاکستان کی شہریت رکھنے والے امیدواروں کی طرف سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ٹریننگ کی کامیاب تکمیل اور طبی معائنہ کے بعد امیدواروں کو ۱۲۵۔۔۲۲۵ روپے کانسولیڈیٹڈ گریڈ میں مقرر کیا جائے گا۔ ملتان ڈویژن میں دو آسامیاں ہیں جن کا ۲۵ فی صدی سابق فوجیوں کے اور ۳۳ فیصدی ریلوے ملازمین (زیر ملازمت۔ ریٹائرڈ یا فوت شدہ) کے بیٹوں۔ پوتوں اور زیر کفالت بھائیوں (بشرطیکہ ان کا والد فوت ہو چکا ہو) کے لئے مخصوص ہے

کم سے کم تعلیمی قابلیت:۔ الف اے۔ الف ایس سی۔ سینیئر کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی اور تعلیمی درجہ

عمر کی حد:۔ یکم اگست ۱۹۶۷ء کو ۱۸ سے ۳۰ سال۔ سابق فوجیوں کی صورت میں یہ شرط نرم کی جا سکتی ہے۔

درخواستیں دینے کا طریق:۔ درخواستیں مقررہ فارم پر دی جائیں جو ایک روپیہ فی فارم کی شرح سے مغربی پاکستان کے تمام ریلوے سٹیشنوں سے دستیاب ہو سکتا ہے یہ مطبوعہ فارم اس پر مطبوعہ ہدایات کے مطابق ٹھیک ٹھیک پُر کر کے قریب ترین دفتر روزگار کی وساطت سے ارسال کیا جائے جو ۲۰ جون ۱۹۶۷ء تک ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کے پاس روانہ کرے گا تمام درخواستوں کے ہمراہ نام کے اندراجات کی تائید میں اسناد اور سرٹیفکیٹوں کی مصدقہ نقول آنی چاہئیں کسی ضلع میں مستقل رہائش کا ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جو متعلقہ ضلع کے مجسٹریٹ درجہ اول کا مصدقہ ہو بھی ساتھ ہونا ضروری ہے۔ پس ماندہ ۔ زیر حفاظت ۔ قبائلی علاقوں اور ریاستوں سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو پولیٹیکل ایجنٹ یا ڈپٹی کمشنر کا اور آزاد کشمیر کے امیدواروں کو پولیٹیکل ایجنٹ یا ڈپٹی کمشنر کا اور آزاد کشمیر کے امیدواروں کو منسٹری آف کشمیر افیئرز حکومت پاکستان کا سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا چاہیئے۔

خصوصی مراعات:۔ پس ماندہ۔ زیر حفاظت اور قبائلی علاقوں نیز ریاستوں سے تعلق رکھنے والے علاقوں کے امیدواروں کے لئے عمر کی قید میں تین سال کی حد تک نرمی برتی جائے گی نیز ان کے لئے درخواست کے فارم کی قیمت ایک روپیہ کی بجائے ۲۵ پیسے فی فارم ہو گی

INFL (I) 1367